تدریس وافتاء کا کام شان کے ساتھ انجام دیا۔ جنگ آزادی کی تحریک کو ہراول دستہ کی ضرورت پیش آئی تو مفتی صاحب صفِ اوّل کے مجاہدین میں شامل ہوئے۔ حکومت کے مظالم برداشت کئے۔ قید وبند کی تکالیف سے گذرے۔ اور دلیر، بے باک اور اولوالعزم مجاہدِ وطن بن کر سامنے آئے۔

۱۹۴۷ء کا ہنگامہ خیز کتنی قیامت لئے ہوئے تھا۔ کون تھا، جو سر بکف میدان میں اترا۔ اور ملتِ اسلامیہ کی کشتی کا ناخدا بنا۔ مجاہدِ ملت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب اور ان کے مشیرِ کار اور دستِ راست مفتی عتیق الرحمٰن صاحب۔ مجھے یاد ہے، کس طرح راقم الحروف اور مفتی صاحب محلہ محلہ گلی گلی دن کے سناٹوں میں اور رات کی تاریکیوں میں دربدر پھر رہے تھے۔ ستم رسیدہ بھائیوں کی دادرسی، اور ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے کی مہم میں سرگرداں و پریشان۔ رات کا آرام نہ دن کا چین، اور نہ بھوک پیاس کا احساس۔ بفضلہ تعالیٰ اپنے اس مقصد میں بڑی حد تک کامیاب ہوئے، کسٹوڈین کا کالا قانون ختم کرایا۔ اور ہزارہا مکینوں کو ان کے آشیانوں میں واپس لاکر بٹھایا۔

ملک آزاد ہوا، مگر فرقہ پرستی کا عفریت بلند حوصلہ ہوا۔ ہر طرف نسل کشی، مار دھاڑ اور قتل و غارتگری کا سیلاب، مگر حضرت مفتی صاحب اور ان کے رفقاء طوفانوں سے ٹکراتے رہے، آتش فروزاں میں کودتے رہے، اور مظلوموں کی دادرسی سے غافل نہ ہوئے۔

ایک وقت وہ بھی آیا، کہ مسلم مجلس مشاورت کی داغ بیل ڈالی۔ اور مختلف جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ اور صدرِ مشاورت کی حیثیت سے اتحاد و یکجہتی، اشتراک عمل اور جہدِ مسلسل کا بے نظیر نمونہ پیش کیا۔ دمِ آخر تک آپ کل ہند مسلم مشاورت کے صدر رہے۔

"ندوۃ المصنفین دہلی" اس زندۂ جاوید ادارہ کا نام ہے، جسے مفتی صاحب نے اپنے خون سے سینچا، اور ملک کا ممتاز، ہمہ گیر اور مقبول ترین ادارہ بنایا، تحقیق و نشریات کے ذریعہ علم وادب، تاریخ و دینیات کا قیمتی ذخیرہ ملت کے ہاتھوں میں پہونچایا، اور اسلاف کی امانت اخلاف تک پہونچانے کا فریضہ پورا فرمایا۔

دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء لکھنؤ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کورٹ، کا ایجوکیشنل سوسائٹی جامعہ نگر دہلی۔

اور ندوۃ المصنفین کی پوری ذمہ داری ان پر ڈالدی۔ بحمداللہ انہوں نے ذمہ داری کا حق ادا کیا، ادارہ کو چار چاند لگائے۔ حضرت مفتی صاحب کی وفات کے بعد بھی مطبوعات کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ اور برہان پابندی سے نکل رہا ہے۔

عمیدالرحمٰن صاحب نے انتھک محنت کر کے مفکر ملت نمبر مرتب کیا اور معیاری شان سے اس کو شائع کیا۔ حضرت مفتی صاحب پر سیمینار بھی عمیدالرحمٰن صاحب کی ہی کاوشش اور محنت کا ثمرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو کروٹ کروٹ چین اور سکون سے نوازے، علیین میں قرار عطا فرمائے۔ اور عمیدالرحمٰن صاحب و دیگر صاحبزادگان اہل خاندان اور محبین کو ان کا مشن جاری رکھنے اور اس کو ترقی دینے کی توفیق سے بہرہ یاب فرمائے۔

ع

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

# تاریخ ادبیات ایران

"تاریخ ادبیات ایران" تہران یونیورسٹی کے پروفیسر ادبیات "ڈاکٹر رضا زادہ شفق" کی قابل تعریف تالیف ہے جس کو سید مبارزالدین رفعت نے اردو کے قالب میں منتقل کیا ہے۔ اس کتاب میں ادبیات ایران اور ایران کی ثقافت کے ایک ایک گوشے پر دلپذیر اور سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ قبل اسلام ایرانی ادبیات سے لے کر موجودہ دور کی ادبیات، شاعری اور اس کے زبردست اثرات کی تفصیل اس طرح بیان کی گئی ہے کہ ایران کے ہر دور ... کے شاعروں اور ادیبوں کے حالات اور کلام کا مکمل نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ ایرانی کلچر اور ثقافت اس کی نظم و نثر، شاعری اور شاعروں کے حالات پر آج تک اس پایہ کی کوئی کتاب اردو میں شائع نہیں ہوئی تھی۔

صفحات ۶۰۰ سائز ۲۶×۲۰ قیمت ۸۰/- روپے مجلد ۱۰۰/- روپے

# مفکرِ ملت

# حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ کی

## چند یادیں چند باتیں

حاجی رفیع الدین ۔ دہلی

مفکرِ ملت حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی میرے لئے اہم ترین بزرگ ہیں۔ مجھے ان کو قریب سے دیکھنے، ان سے فیض اٹھانے اور ان کے لطف و کرم کا مستحق بننے کی سعادت حاصل رہی۔ مجاہدِ ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب اور حضرت مفتی صاحب یہ تینوں اکابر میرے کرم فرما اور سرپرست رہے، اور ان کی خدمت اور صحبت کا شرف مجھے حاصل رہا۔

سن ۱۹۷۰ء کی بات ہے، میں نے بالک ماتا سینٹر میں عظیم الشان جلسہ سیرت کرایا، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کا بصیرت افروز خطاب تھا۔ حضرت مفتی صاحب کی صدارت تھی۔ اجلاس سے قبل جناب مولانا قاری محمد ادریس صاحب امام جامع مسجد نئی دلّی کے یہاں دعوتِ طعام تھی۔ اس میں قاری ادریس صاحب نے میرا مفتی صاحب سے تعارف کرایا۔ اور وہیں سے محبت اور عظمت کا تعلق شروع ہوگیا۔ میں ہفتہ میں ۲، ۳ مرتبہ مفتی صاحب کے دولت کدہ پر حاضر ہوتا۔ اور ان سے علمی دینی باتیں سنتا، حضرت مفتی صاحب کو اس خادم سے ایسا لگاؤ تھا کہ اگر میں اپنی کسی مصروفیت کے سبب زیادہ دن تک نہ پہونچتا تو حکم بھیج کر بلوالیا کرتے تھے۔